تعویذ لٹکانے کے متعلق وہابیوں کے اعتراضات اور ان کا جواب

تعویذ لٹکانے کے متعلق وہابیوں نجدیوں کے اعتراضات اور ان کا علمی و تحقیقی جواب

تعویذ لٹکانے کے متعلق عبداللہ بن عمرو کی روایت اور اس کے حوالہ جات

[1] حَدَّثنا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُعَلِّمُهُمْ مِنَ الْفَزَعِ كَلِمَاتٍ: «أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللَّهِ التَّامَّةِ، مِنْ غَضَبِهِ وَشَرِّ عِبَادِهِ، وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِينِ وَأَنْ يَحْضُرُونِ» وَكَانَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ يُعَلِّمُهُنَّ مَنْ عَقَلَ مِنْ بَنِيهِ، وَمَنْ لَمْ يَعْقِلْ كَتَبَهُ فَأَعْلَقَهُ عَلَيْهِ

[سنن أبي داود جلد 4 ص 12 رقم الحديث 3893]

[2] حَدَّثَنَا يَزِيدُ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَلِّمُنَا كَلِمَاتٍ نَقُولُهُنَّ عِنْدَ النَّوْمِ مِنَ الْفَزَعِ: " بِسْمِ اللهِ، أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّامَّةِ، مِنْ غَضَبِهِ وَعِقَابِهِ، وَشَرِّ عِبَادِهِ، وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِينِ، وَأَنْ يَحْضُرُونِ " قَالَ: فَكَانَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَمْرٍو: "يُعَلِّمُهَا مَنْ بَلَغَ مِنْ وَلَدِهِ أَنْ يَقُولَهَا عِنْدَ نَوْمِهِ، وَمَنْ كَانَ مِنْهُمْ صَغِيرًا لَا يَعْقِلُ أَنْ يَحْفَظَهَا كَتَبَهَا لَهُ فَعَلَّقَهَا فِي عُنُقِهِ "

[مسند الإمام أحمد بن حنبل جلد 11 ص 295 رقم الحديث 6696]

تعویذ لٹکانے کے متعلق وہابیوں کے اعتراضات اور ان کا جواب

امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ روایت کرتے ہیں:

[3]حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: إِذَا فَزِعَ أَحَدُكُمْ فِي النَّوْمِ فَلْيَقُلْ: أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّامَّاتِ مِنْ غَضَبِهِ وَعِقَابِهِ وَشَرِّ عِبَادِهِ، وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِينِ وَأَنْ يَحْضُرُونِ فَإِنَّهَا لَنْ تَضُرَّهُ. فَكَانَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَمْرٍو، يُلَقِّنُهَا مَنْ بَلَغَ مِنْ وَلَدِهِ، وَمَنْ لَمْ يَبْلُغْ مِنْهُمْ كَتَبَهَا فِي صَكٍّ ثُمَّ عَلَّقَهَا فِي عُنُقِهِ.

هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ. [الجامع الكبير - سنن الترمذي ج5 ص429 رقم الحديث 3528]

علی بن حجر، اسماعیل بن عیاش، از محمد بن اسحاق از عمرو بن شعیب از والد از جد سے روایت ہے: بے شک رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص نیند میں ڈر جائے تو وہ یہ دعا کرے أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّامَّاتِ مِنْ غَضَبِهِ وَعِقَابِهِ وَشَرِّ عِبَادِهِ، وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِينِ وَأَنْ يَحْضُرُونِ تو پھر شیاطین اس کو نقصان نہیں پہنچائیں گے، حضرت عبداللہ بن عمرو اپنے بالغ بچوں کو اس دعا کی تلقین کرتے تھے اور جو نابالغ بچے تھے ان کے گلے میں ایک کاغذ پر یہ دعا لکھ کر لٹکا دیتے تھے۔ امام ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن ہے۔ (یہ ہم آگے ثابت کریں گے کہ یہ حسن کیسے ہے)

(سنن الترمذی رقم الحدیث: ۳۵۲۸)

[4]حَدَّثَنِي أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ بَالَوَيْهِ، ثنا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ، ثنا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ، ثنا جَرِيرُ بْنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ وَهُوَ ابْنُ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُ بِكَلِمَاتٍ مِنَ الْفَزَعِ «أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللَّهِ التَّامَّاتِ مِنْ غَضَبِهِ وَمِنْ عِقَابِهِ وَمِنْ شَرِّ عِبَادِهِ وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِينِ وَأَنْ يَحْضُرُونَ» قَالَ: كَانَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ وَمَنْ بَلَغَ مِنْ وَلَدِهِ عَلَّمَهُنَّ إِيَّاهُ فَقَالَهُنَّ عِنْدَ قَوْمِهِ وَمَنْ لَمْ يَبْلُغْ مِنْهُمْ كَتَبَهَا فَعَلَّقَهَا فِي عُنُقِهِ. «هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ مُتَّصِلٌ فِي مَوْضِعِ الْخِلَافِ»

[المستدرک علی الصحیحین جلد 1 ص 733 رقم الحدیث 2010]

حاکم نے کہا یہ حدیث صحیح الاسناد ہے اور ذہبی نے اس پر جرح نہیں کی، بلکہ حافظ ذہبی نے خود اس حدیث سے استدلال کیا ہے، [الطب النبوی ص ۲۸۱،] کتاب [الآداب للبیہقی رقم الحدیث: ۹۹۳،] البانی نے اس حدیث کو اپنی صحیح ترمذی میں درج کیا ہے، [رقم الحدیث: ۲۷۹۳،] [مصابیح السنہ ج ۲ ص ۲۱۶،] [مشکوۃ المصابیح رقم الحدیث: ۲۴۷۷،] [المصنف لابن ابی شیبہ رقم الحدیث: ۲۳۵۳۷، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ

بیروت،][الترغیب والترہیب رقم الحدیث : ۲۳۸۴، دار ابن کثیر بیروت، ۱۴۱۴ھ،][الترغیب والترہیب ج ۲ ص ۴۵۶، ۴۵۵، مطبوعہ دار الحدیث قاہرہ، ۱۴۰۷ھ،]

حافظ منذری نے حدیث کو امام نسائی کے حوالے سے بھی ذکر کیا ہے۔

[عمل الیوم واللیلہ رقم الحدیث: ٧٦٥، مختصر سنن ابو دائو د للمنذری رقم الحدیث: ٣٧٤٤]

حضرت عبداللہ بن عمرو کی روایت پہ اعتراضات اور ان کے علمی و تحقیقی جوابات

اعتراض نمبر ۱: یہ پورے سرمایہ روایت میں اپنے طرز کی ایک منفرد روایت ہے اور صحیح ہونا تو دور رہا یہ حسن روایت بھی نہیں ہے۔ امام ترمذی جو تصحیح روایات کے بارے میں بہت فراخ دل واقع ہوئے ہیں اس روایت کو حسن بھی شمار نہیں کرتے بلکہ حسن غریب کہتے ہیں۔

الجواب: امام ترمذی نے اس حدیث کو حسن غریب کہا ہے اس کے باوجود وہابیوں کا یہ کہنا کہ امام ترمذی اس روایت کو حسن بھی شمار نہیں کرتے بہت عجیب ہے شاید وہابیوں نے یہ سمجھا ہو کہ غریب ہونا اس حدیث کے حسن ہونے کے منافی ہے تو اس کی وجہ اصطلاح محدثین سے ناواقفیت ہے۔

حافظ احمد بن علی بن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ لکھتے ہیں :

فإنْ قيلَ: قدْصَرَّحَ التِّرمِذيُّ بأَنَّ شَرْطَ الحسَنِ أَنْ يُرْوى مِن غيرِ وجْهٍ، فكيفَ يقولُ في بعضِ الأحاديثِ: حسنٌ غَريبٌ لا نعرِفُه إلاَّ مِن هذا الوجهِ؟

فالجوابُ: أَنَّ التِّرمذيَّ لم يُعَرِّفِ الحَسَنَ المُطْلَقَ، وإِنَّما عَرَّفَ بنوعٍ خاصٍّ منهُ وقعَ في كتابِه، وهُو ما يقولُ فيهِ: «حسن» ؛ من غيرِ صفةٍ أُخرى، وذلك أَنَّهُ يقولُ في بعضِ الأَحاديثِ: «حسنٌ» ، وفي بعضِها: «صحيحٌ» ، وفي بعضِها: «غريبٌ» ، وفي بعضِها: «حسنٌ صحيحٌ» ، وفي بعضِها: «حسنٌ غَريبٌ» ، وفي بعضِها: «صحيحٌ غريبٌ»، [وفي بعضِها: [«حسنٌ صحيحٌ غريبٌ»] .

وتعريفُه إِنَّما «هو» [وقعَ] على الأَوَّلِ فقطْ، وعبارتُه تُرشِدُ إِلى ذلك، حيثُ قال في آخِرِ كتابِه----

اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ امام ترمذی نے یہ تصریح کی ہے کہ حدیث حسن کی شرط یہ ہے کہ وہ متعدد سندوں کے ساتھ مروی ہو، پھر وہ اپنی بعض احادیث کے متعلق یہ کیسے کہتے کہ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف اسی سند کے ذریعہ پہچانتے ہیں، اس کا جواب یہ ہے کہ امام ترمذی نے مطلقاً حدیث حسن کے لیے یہ شرط نہیں بیان کی، بلکہ یہ حدیث حسن کی ایک خاص قسم کی شرط ہے اور یہ وہ قسم ہے جس حدیث کے متعلق وہ اپنی کتاب میں صرف حسن لکھتے ہیں اور اس کے ساتھ صحیح یا غریب کی صفت نہیں لاتے، کیونکہ وہ بعض حدیث کے متعلق صرف حسن لکھتے ہیں اور بعض کے متعلق صرف صحیح لکھتے ہیں اور بعض کے متعلق صرف غریب لکھتے ہیں، اور بعض کے متعلق حسن صحیح لکھتے ہیں اور بعض کے متعلق حسن غریب لکھتے ہیں اور بعض کے متعلق صحیح غریب

لکھتے ہیں اور بعض کے متعلق حسن صحیح غریب لکھتے ہیں اور انہوں نے جو متعدد اسانید کی شرط عائد کی ہے وہ اس حدیث کے متعلق ہے جس کو وہ صرف حسن لکھتے ہیں۔ انہوں نے اپنی کتاب کے آخر میں خود اس کی تصریح کی ہے اور جس حدیث کے متعلق وہ حسن غریب کہتے ہیں اس میں انہوں نے جمہور کی تعریف سے عدول نہیں کیا۔

[شرح نخبۃ الفکر ص ۳۸-۳۶، مطبوعہ قرآن محل کراچی]

خلاصہ یہ ہے کہ امام ترمذی کے نزدیک یہ حدیث حسن ہے اگرچہ ایک سند سے مروی ہے۔ نیز یہ حدیث امام ابو داؤد کے نزدیک بھی حسن ہے کیونکہ جس حدیث پر وہ کوئی حکم نہ لگائیں وہ ان کے نزدیک حسن اور عمل کی صلاحیت رکھتی ہے۔ امام ابو عمرو عثمان بن عبدالرحمٰن الشرزوری متوفی ۶۴۳ھ لکھتے ہیں:

وَقَالَ: "مَا كَانَ فِي كِتَابِي مِنْ حَدِيثٍ فِيهِ وَهَنٌ شَدِيدٌ فَقَدْ بَيَّنْتُهُ، وَمَا لَمْ أَذْكُرْ فِيهِ شَيْئًا فَهُوَ صَالِحٌ، وَبَعْضُهَا أَصَحُّ مِنْ بَعْضٍ".

امام ابو داؤد نے اپنے مکتوب میں لکھا ہے میں نے اپنی اس کتاب میں جس حدیث کو درج کیا اس حدیث میں جو شدید ضعف ہے اس کو میں نے بیان کر دیا ہے اور جس حدیث کے متعلق میں نے کوئی چیز ذکر نہیں کی، وہ صالح ہے اور بعض ایسی احادیث بعض دوسری احادیث سے زیادہ صحیح ہے۔

[علوم الحدیث لابن الصلاح ص ۳۳، مطبوعہ المکتبہ العلمیہ، المدینہ المنورہ ۱۳۸۶ھ]

علامہ یحییٰ بن شرف نوادی متوفی ۶۷۶ھ امام ابو داؤد کی اس عبارت کے متعلق لکھتے ہیں:

تعویذ لٹکانے کے متعلق وہابیوں کے اعتراضات اور ان کا جواب

فعلى هذا ما وجدنا في كتابه مطلقاً المعتمدين ولا ضعفه فهو حسن عند أبي داود

امام ابو دائود کی اس تحریر کی بناء پر ہم نے امام ابو دائود کی سنن میں جس حدیث کو مطلقًا پایا اور معتمدین میں کسی ایک نے بھی اس حدیث کو صحیح کہا نہ ضعیف کہا تو وہ امام ابو دائود کے نزدیک حسن ہے۔

[تقریب النوادی مع تدریب الراوی ج۱ص ۱٦۷، مطبوعہ المکتبہ العلمیہ، المدینہ المنورۃ، ۱۳۹۲ھ]

علامہ جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ اس عبارت کی شرح میں لکھتے ہیں:

لأن الصالح للاحتجاج لا يخرج عنهما ، ولا يرتقي إلى الصحة إلا بنص ،فالأحوط الاقتصار على الحسن ، وأحوط منه التعبير عنه بصالح

امام ابو دائود کی ایسی حدیث استدلال کی صلاحیت رکھتی ہے اور معتمدین میں سے کسی کی تصریح کے بغیر اس حدیث کو صحیح نہیں کہا جائے گا اس لیے اس حدیث کو حسن کہنے میں زیادہ احتیاط ہے اور اس سے بھی زیادہ احتیاط اس کو صالح کہنے میں ہے۔

[تدریب الراوی ج۱ص ۱۲۷، مطبوعہ المکتبہ العلمیہ، المدینہ المنورۃ، ۱۳۹۲ھ]

واضح رہے کہ امام ابو دائود نے اس حدیث کو روایت کرنے کے بعد اس پر کسی قسم کے ضعف کا حکم نہیں لگایا، پس مذکور الصدر تصریحات کے مطابق یہ حدیث امام ابو دائود کے نزدیک بھی حسن ہے۔ وہابیوں کا یہ کہنا" اس حدیث کا صحیح ہونا تو در کنار رہا" گزارش یہ

تعویذ لٹکانے کے متعلق وہابیوں کے اعتراضات اور ان کا جواب

ہے کہ اس سند کے ساتھ امام احمد نے بھی اس حدیث کو روایت کیا ہے اور، حاکم نے بھی اس کو صحیح کہا ہے اور ذہبی نے ان کی مخالفت نہیں کی بلکہ خود اس حدیث سے استدلال کیا ہے اور البانی جو مخالفین کے نزدیک مسلم ہے اس نے بھی امام ترمذی کی سند کو صحیح کہا ہے۔ ان سب کے حوالے ہم نے شروع میں ذکر کر دیئے ہیں۔

اعتراض نمبر 2: اس روایت میں عبد اللہ بن عمرو بن العاص کے متعلق یہ جملہ کہ وہ اس دعا کو نابالغ بچوں کے گلے میں لکھ کر لٹکا دیا کرتے تھے۔ حدیث کے الفاظ نہیں بلکہ راوی کی طرف سے ایک "مدرج" جملہ ہے۔

الجواب: وہابیوں نے جو یہ دعوی کیا ہے کہ یہ جملہ حدیث کے الفاظ نہیں ہیں بلکہ راوی کے الفاظ ہیں اور یہ حدیث مدرج ہے اس پر وہابیوں نے کوئی دلیل پیش نہیں کی اور بلا دلیل حدیث کے کسی جملہ کو راوی کا کلام قرار دینا غیر مسموع اور غیر مقبول ہے۔ اگر وہ اس سلسلہ میں ناقدین اور ناقلین حدیث میں سے کسی کی شہادت پیش کرتے تو اس کی طرف التفات کیا جاتا محض ان کی ذہنی اختراع تو لائق جواب نہیں ہے۔

تعویذ کے جواز کی روایت کا ایک حدیث سے معارضہ اور اس کا جواب

اعتراض نمبر 3: عبد اللہ بن عمرو بن العاص جن کے بارے میں کہا جا رہا ہے کہ وہ اپنے کمسن بچوں کے گلے میں دعا کا تعویذ لٹکاتے تھے خود نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے تعویذ لٹکانے کی برائی میں صحیح حدیث کی روایت کرتے ہیں یہ کیسے ممکن ہے کہ ایک

تعویذ لٹکانے کے متعلق وہابیوں کے اعتراضات اور ان کا جواب

صحابی کسی چیز کی برائی کی حدیث بھی روایت کرے اور دوسری طرف اس چیز میں بھی مبتلا ہو۔ روایت یوں ہے:

حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ بْنِ مَيْسَرَةَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَزِيدَ، حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي أَيُّوبَ، حَدَّثَنَا شَرَاحِيلُ بْنُ يَزِيدَ الْمُعَافِرِيُّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ رَافِعٍ التَّنُوخِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو، يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «مَا أُبَالِي مَا أَتَيْتُ إِنْ أَنَا شَرِبْتُ تِرْيَاقًا، أَوْ تَعَلَّقْتُ تَمِيمَةً، أَوْ قُلْتُ الشِّعْرَ مِنْ قِبَلِ نَفْسِي» قَالَ أَبُو دَاوُدَ: «هَذَا كَانَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاصَّةً وَقَدْ رَخَّصَ فِيهِ قَوْمٌ يَعْنِي التِّرْيَاقَ»

[رواہ ابو دائود جلد 4 ص 6 رقم الحدیث 3869, و مشکوۃ ص ۱۳۸۹]

ترجمہ: عبداللہ بن عمرو بن العاص (قَالَ الشَّيْخُ ابْنُ حَجَرٍ الْعَسْقَلَانِيِّ: صَوَابُهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍو، كَمَا فِي جَامِعِ الْأُصُولِ ابْنُ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ علامہ ابن حجر عسقلانی کہتے ہیں کہ یہ روایت عبداللہ بن عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہما) سے نہیں بلکہ عبداللہ بن عمرو بن العاص (رضی اللہ عنہما) سے ہے اور اسی طرح ابو داؤد کے نسخوں میں ہے۔ مشکوۃ میں غلطی سے عبداللہ بن عمر چھپ گیا ہے) روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ اگر میں کہیں یہ تین باتیں کروں تو اس کے معنی یہ ہیں کہ اب مجھے حق و ناحق کی کوئی پرواہ نہیں ہے۔

تعویذ لٹکانے کے متعلق وہابیوں کے اعتراضات اور ان کا جواب

وہ تین باتیں یہ ہیں : (۱) تریاق استعمال کروں (اس میں شراب اور سانپوں کا گوشت ہوتا ہے)، (۲) تعویذ لٹکائوں (۳) شاعری کروں

الجواب : اولًا گزارش یہ ہے کہ جس حدیث پر امام ابو دائوٗد سکوت فرمائیں وہ اس وقت حسن ہوتی ہے جب معتمدین میں سے کسی نے اس کو ضعیف نہ قرار دیا ہو اور اس حدیث کو حافظ منذری اور امام بخاری نے ضعیف قرار دیا اور دونوں معتمدین میں سے ہیں،

چنانچہ حافظ ذکی الدین عبدالعظیم بن عبدالقوی المنذری المتوفی ۶۵۶ھ لکھتے ہیں : اس حدیث کی سند میں عبدالرحمٰن بن رافع التنوخی ہے جو افریقیا کا قاضی تھا، امام بخاری نے کہا اس کی حدیث میں بعض مناکیر ہیں۔

(مختصر سنن ابو دائود ج۵ ص۳۵٤، مطبوعہ دار المعفتہ، بیروت)

ثانیًا اس حدیث کی شرح میں ابو سلیمان حمد بن محمد الخطابی الشافعی المتوفی ۳۸۸ھ لکھتے ہیں :

والتميمة يقال إنها خرزة كانوا يتعلقونها يرون أنها تدفع عنهم الآفات. ولا يدخل في هذا التعوذ بالقرآن والتبرك والاستشفاء به لأنه كلام الله سبحانه والاستعاذة به ترجع إلى الاستعاذة بالله سبحانه وقد قيل إن المكروه من العوذ هو ما كان بغير لسان العرب فلا يفهم معناه ولعله قد يكون فيه سحر أو نحوه من المحظور

تعویذ لٹکانے کے متعلق وہابیوں کے اعتراضات اور ان کا جواب

اس حدیث میں تمیمہ (کوڑیاں یا تعویذ) لٹکانے کی ممانعت ہے، قرآن مجید سے تبرک حاصل کرنے یا شفا طلب کرنے کے لیے جو تعویذ لٹکائے جائیں وہ اس میں داخل نہیں ہیں، کیونکہ وہ اللہ سبحانہ کا کلام ہے اور اس سے استعاذہ کرنا (پناہ طلب کرنا) اللہ سے استعاذہ کرنے کے قائم مقام ہے اور یہ جواب بھی دیا گیا ہے کہ وہ تعویذ مکروہ ہیں جو غیر عربی میں ہوں اور ان کا معنی معلوم نہ ہو، کیونکہ ہو سکتا ہے کہ وہ جادو ہو یا اس میں اور کوئی چیز ممنوع ہو۔ (معالم السنن مع مختصر سنن ابو دائود ج٥ ص٣٥٤، مطبوعہ دار المعرفتہ، بیروت)

ملا علی بن سلطان محمد القاری الحنفی المتوفی ۱۰۱۴ھ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

وَالْمُرَادُ مِنَ التَّمِيمَةِ مَا كَانَ مِنْ تَمَائِمِ الْجَاهِلِيَّةِ وَرُقَاهَا، فَإِنَّ الْقِسْمَ الَّذِي اخْتَصَّ بِأَسْمَاءِ اللَّهِ تَعَالَى وَكَلِمَاتِهِ غَيْرُ دَاخِلٍ فِي جُمْلَتِهِ، بَلْ هُوَ مُسْتَحَبٌّ مَرْجُوُّ الْبَرَكَةِ عُرِفَ ذَلِكَ مِنْ أَصْلِ السُّنَّةِ

اس حدیث میں جو تمیمہ سے ممانعت کی گئی ہے اس سے مراد زمانہ جاہلیت کا تمیمہ ہے، کیونکہ تمیمہ (تعویذ کی جو قسم اللہ تعالیٰ کے اسماء اور اس کے کلمات کے ساتھ مختص ہے وہ اس ممانعت میں داخل نہیں ہے، بلکہ وہ تعویذ مستحب ہے اور اس میں برکت کی امید ہے اور اس کی اصل سنت سے معروف ہے۔ (مرقات ج۸ ص۳۶۱، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان، ۱۳۹۰ھ)

ثالثا: وہابیوں کے معتبر عالم البانی نے اسے ضعیف کہا ہے

تعویذ لٹکانے کے متعلق وہابیوں کے اعتراضات اور ان کا جواب

اعتراض نمبر 4: اس روایت کے دو راوی محمد بن اسحٰق اور عمرو بن شعیب ایسے راوی ہیں جن پر آئمہ حدیث نے شدید جرح کی ہے۔ محمد بن اسحٰق بن یسار۔ امام مالک فرماتے ہیں "دجال من الدجاجلۃ" دجالوں میں سے ایک دجال ہے۔ (تھذیب جلد۹ص۴۱، میزان جلد۳ص۲۱) سلیمان تیمی کہتے ہیں کہ وہ کذاب ہے۔ ہشام بن عروہ کہتے ہیں کہ وہ کذاب ہے۔ یحیٰی قطان کہتے ہیں کہ میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ وہ کذاب (بہت بڑا جھوٹا) ہے۔ (میزان الاعتدال جلد۳ص۲۱) وہیب بن خالد اس کو کاذب کہتے ہیں۔ (تھذیب ج۹ص۴۵) جریر بن عبد الحمید کا بیان ہے کہ میرا یہ خیال نہ تھا کہ میں اس زمانہ تک زندہ رہوں گا جب لوگ محمد بن اسحاق سے حدیث کی سماعت کریں گے۔ (تھذیب التھذیب جلد۲ص۳۰۶) اب ذرا ایسے کاذب راوی کے بارے میں آئمہ حدیث کا نظریہ بھی ملاحظہ فرمالیجئے۔ واذا قالو متروک الحدیث او واھیا او کذاب فھو ساقط لا یکتب حدیثہ (تقریب النواوی ص۲۳۳) جب محدثین کسی راوی کے بارے میں یہ کہیں کہ وہ متروک ہے یا واہی ہے یا کذاب ہے تو وہ راوی ساقط الاعتبار ہوتا ہے اس کی روایت لکھی بھی نہیں جاسکتی۔ (تقریب النواوی ص۲۳۳)

الجواب: اس اعتراض کے جواب میں گزارش ہے کہ پہلے ہم امام محمد بن اسحاق کا ترجمہ اولا: (تعارف) پیش کریں گے اور روایت حدیث میں ماہرین اور ناقدین کے نزدیک جو ان کا مقام ہے وہ بیان کریں گے اور اس کے بعد وہابیوں کی نقل کردہ جرح کا جواب ذکر کریں گے۔ امام محمد بن اسحٰق بن یسار کے متعلق حافظ جمال الدین یوسف المزی المتوفی ۷۴۳ھ لکھتے ہیں: محمد بن اسحٰق نے صحابہ میں سے حضرت انس بن مالک (رضی اللہ عنہ)

کی زیارت کی اور تابعین میں سے سالم بن عبداللہ بن عمر اور سعید بن المسیب کی زیارت کی، امام بخاری نے اپنی صحیح میں ان سے تعلیقاً روایت کی ہے اور امام ابو دائود، امام نسائی، امام ترمذی اور امام ابن ماجہ نے ان سے اصالتاً روایت کی ہے۔ زہری کہتے تھے کہ جب تک مدینہ میں محمد بن اسحٰق موجود ہیں ان کے علم کا خزانہ قائم رہے گا۔ امام شافعی فرماتے تھے کہ جو شخص مغازی میں تبحر حاصل کرنے کا ارادہ کرے گا وہ محمد بن اسحٰق کا پروردہ ہوگا۔ ابو معاویہ کہتے تھے کہ محمد بن اسحٰق کا حافظہ لوگوں میں سب سے زیادہ ہے۔ امام بخاری نے کہا علی بن عبداللہ، محمد بن اسحٰق کی احادیث سے استدلال کرتے تھے اور ابن عیینہ نے کہا میں نے کسی شخص کو محمد بن اسحٰق پر تہمت لگاتے ہوئے نہیں دیکھا۔ ابو زرعہ دمشقی نے کہا کہ محمد بن اسحٰق وہ شخص تھے کہ بڑے بڑے علماء ان سے علم حاصل کرنے کے لیے جمع ہوتے تھے، ان میں سفیان، شعبہ، ابن عیینہ، حماد بن زید، حماد بن سلمہ، ابن المبارک، ابراہیم بن سعد تھے اور اکابر محدثین ان سے روایت کرتے تھے۔ محمد بن عبداللہ بن نمیر کہتے ہیں کہ محمد بن اسحٰق پر قدری ہونے کی تہمت لگائی جاتی تھی حالانکہ وہ قدریہ کے عقائد سے بہت دور تھے۔ یعقوب بن شیبہ کہتے ہیں کہ میں نے علی بن مدینی سے سوال کیا، کیا آپ کے نزدیک محمد بن اسحٰق کی حدیث صحیح ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہاں میرے نزدیک محمد بن اسحٰق کی حدیث صحیح ہے۔ میں نے کہا پھر امام مالک نے جو اُن پر اعتراض کیا ہے اس کی کیا توجیہ ہے؟ انہوں نے کہا امام مالک ان کے پاس بیٹھے نہ انہوں نے انکو پہچانا۔ میں نے کہا کہ ہشام بن عروہ نے ان پر اعتراض کیا ہے (کہ محمد بن

تعویذ لٹکانے کے متعلق وہابیوں کے اعتراضات اور ان کا جواب

اسحٰق ہشام کی بیوی سے ایک حدیث روایت کرتے ہیں حالانکہ انہوں نے اس کو نہیں دیکھا) علی بن مدینی نے کہا کہ ہشام حجت نہیں ہے اور ہو سکتا ہے کہ محمد بن اسحٰق نے بچپن میں ان کی بیوی سے حدیث کا سماع کیا ہو۔ ابو بکر مروزی کہتے ہیں کہ امام احمد بن حنبل سے پوچھا گیا کہ آپ کے نزدیک موسیٰ بن عبیدہ اور محمد بن اسحٰق میں سے کون پسندیدہ ہے ؟ انہوں نے کہا محمد بن اسحٰق۔ محمد بن عثمان بن ابی شیبہ کہتے ہیں کہ علی بن مدینی نے کہا کہ محمد بن اسحٰق صالح وسط ہیں۔ یعقوب بن شیبہ السدوسی کہتے ہیں کہ میں نے یحیٰی بن معین سے پوچھا کیا آپ کو محمد بن اسحٰق کے صدق کے متعلق کوئی تردد ہے ؟ انہوں نے کہا نہیں، وہ صدوق (بہت زیادہ سچے) ہیں۔ عجلی نے کہا وہ ثقہ ہیں۔ شعبہ کہتے تھے کہ محمد بن اسحٰق حدیث میں امیر المومنین ہیں۔ محمد بن سعد نے کہا کہ محمد بن اسحٰق ثقہ ہیں۔ بعض لوگوں نے ان پر اعتراض کیا ہے، ایک اور مقام پر کہا جس شخص نے سب سے پہلے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے مغازی کو جمع کیا وہ محمد بن اسحٰق ہیں (واضح رہے کہ سیرت اور مغازی کی تمام روایات کی اصل محمد بن اسحٰق ہیں) ابو احمد بن عدی نے کہا کہ محمد بن اسحٰق کی فضیلت کے لیے یہ کافی ہے کہ انہوں نے سلاطین کو فضول کتابوں کے مطالعہ سے ہٹا کر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے مغازی کی طرف متوجہ کر دیا اور بعد کے تمام سیرت نگاروں نے ان ہی سے استفادہ کیا ہے۔ احمد بن خالد نے کہا کہ ۱۵۱ ہجری میں محمد بن اسحٰق کی وفات ہوئی۔

[تہذیب الکمال رقم: ٤٦٤٤، ج١٦ص ٨٣-٧٠، ملحضًا، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ١٤١٤ھ، تہذیب التہذیب رقم: ٤٩٦٠، ج٩ص ٣٨، ٣٣، ملحضًا مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت، ١٤١٥ھ]

امام محمد بن اسحٰق کو کاذب کہنے کا جواب

ثانیا: امام محمد بن اسحٰق کو جس وجہ سے کذاب اور مدلس کہا گیا ہے اس کی تفصیل یہ ہے:

ابو احمد عبداللہ بن عدی الجرجانی المتوفی ۳۶۵ھ لکھتے ہیں: حَدَّثَنَا مُحَمد بْنُ جَعْفَرِ بْنِ يزيد، وَمُحمد بن أحمد بن حماد، قالا: حَدَّثَنا أَبُو كلابة عَبد الملك بن مُحَمد، حَدَّثني سليمان بن داود، قَال: قَال لِي يَحْيى بْنُ سَعِيد القطان أشهد أن مُحَمد بن إسحاق كذاب، قالَ: قُلتُ ما يدريك، قَال: قَال لي وهيب بن خالد إنه كذاب، قالَ: قُلتُ لوهيب ما يدريك، قَال: قَال لي مالك بن أنس. أشهد أنه كذاب قلت لمالك ما يدريك، قَال: قَال لي هشام بن عروة أشهد أنه كذاب قلت لهشام ما يدريك قَالَ حدث عن امرأتي فاطمة بنت المنذر وأدخلت علي وهي بنت تسع سنين وما رآها رجل حتى لقيت الله.

سلیمان بن داؤد کہتے ہیں کہ مجھ سے یحیٰی بن سعید القطان نے کہا کہ وہ کذاب ہے۔ انہوں نے کہا میں نے وہیب سے پوچھا، آپ کو کیسے معلوم ہوا انہوں نے کہا مجھ سے مالک بن انس نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ کذاب ہے۔ میں نے مالک سے پوچھا آپ کو کیسے معلوم ہوا؟ انہوں نے کہا مجھ سے ہشام بن عروہ نے کہا کہ میں شہادت دیتا ہوں کہ وہ کذاب ہے، میں نے ہشام سے پوچھا تمہیں کیسے معلوم ہوا؟ انہوں نے کہا وہ میری

تعویذ لٹکانے کے متعلق وہابیوں کے اعتراضات اور ان کا جواب

بیوی فاطمہ بنت المنذر سے ایک حدیث روایت کرتا ہے، حالانکہ وہ نو سال کی عمر میں میرے پاس رخصتی کے بعد آئی تھی، اور اس کو تاحیات کسی مرد نے نہیں دیکھا۔
(الکامل فی ضعفاء الرجال ج٦ص ٢١١٧، الضعفا الکبیر ج٤ص ٢٥، المنتظم ج٥ص ٢٠٩، تہذیب الکمال ج١٦ص ٧٥، تہذیب التہذیب ج٩ص ٣٤، میزان الاعتدال ج٦ص ٥٨۔٥٧، کتاب الجرح و التعدیل ج٧ص ١٩٣۔١٩٢)

ان ہی کتابوں میں اس اعتراض کا جواب بھی مذکور ہے، امام ابن عدی لکھتے ہیں:

قَالَ أحمد وقد تمكن أن يسمع منها تخرج إِلَى المسجد أو خارجة فسمع

امام احمد نے فرمایا: امام محمد بن اسحٰق کے لیے یہ ممکن تھا کہ جس وقت ہشام کی بیوی فاطمہ مسجد میں جا رہی ہو، اس وقت انہوں نے اس حدیث کو سن لیا ہو یا کسی وقت وہ گھر جا رہی ہو تو ان سے سن لیا ہو۔ (الکامل فی ضعفاء الرجال ج٦ص ٢١٢٠)

علامہ ذہبی میزان الاعتدال میں لکھتے ہیں:

فلعله سمع منها في المسجد، أو سمع منها وهو صبى، أو دخل عليها فحدثته من وراء حجاب، فأى شئ في هذا؟ وقد كانت امرأة قد كبرت وأسنت.

امام احمد نے فرمایا ممکن ہے کہ محمد بن اسحٰق نے ان سے مسجد میں یہ حدیث سنی ہو، یا انہوں نے بچپن میں ان سے یہ حدیث سنی ہو یا انہوں نے پردہ کی اوٹ سے یہ حدیث بیان کی ہو، اور اس میں کیا چیز مانع ہے حالانکہ وہ بوڑھی اور عمر رسیدہ ہو چکی تھیں۔
(میزان الاعتدال ج٦ص ٥٨)

علامہ ابن جوزی نے لکھا ہے کہ: وَكَانَ أَحْمَد بْن حنبل يَقُول: لعله دخل عَلَيْهَا

وزوجها لا يعلم. امام احمد نے فرمایا ہو سکتا ہے کہ امام محمد بن اسحٰق ہشام کی بیوی کے پاس گئے ہوں اور ہشام کو اس کی خبر نہ ہوئی ہو۔ (المنتظم ج۵ص۲۰۹)

حافظ مزی لکھتے ہیں کہ: قال عَبد اللَّهِ بْن أَحْمَد: فحدثت أَبِي بحديث ابْن إِسْحَاق فَقَالَ: ولم ينكر هشام، لعله جاء فاستأذن عليها فأذنت له أحسبه قال: ولم يعلم

عبداللہ بن احمد نے کہا میں نے اپنے والد کے سامنے ابن اسحٰق کی ایک حدیث بیان کی تو انہوں نے کہا ہشام نے اس کا انکار نہیں کیا، ہو سکتا ہے کہ محمد بن اسحٰق ہشام کی بیوی سے اجازت لے کر گئے ہوں اور انہوں نے اجازت دے دی ہو اور ہشام کو اس کا علم نہ ہوا ہو۔
(تہذیب الکمال ج۱۶ص۷۵، ایضاً تہذیب التہذیب ج۹ص۳۵)

نیز حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں: وكذبه سليمان التيمي ويحيى القطان ووهيب بن خالد فأما وهيب والقطان فقلدا فيه هشام بن عروة ومالكا وأما سليمان التيمي فلم يتبين لي لأي شيء تكلم فيه والظاهر أنه لأمر غير الحديث لأن سليمان ليس من أهل الجرح والتعديل قال بن حبان في الثقات تكلم فيه رجلان هشام ومالك فأما قول هشام فليس مما يجرح به الإنسان وذلك أن التابعين سمعوا من عائشة من غير أن ينظروا إليها وكذلك بن إسحاق كان سمع من فاطمة والستر بينهما مسبل وأما مالك فإن ذلك كان منه مرة واحدة ثم عادله إلى ما يجب ولم يكن يقدح فيه من أجل الحديث إنما كان

تعویذ لٹکانے کے متعلق وہابیوں کے اعتراضات اور ان کا جواب

ينكر تتبعه غزوات النبي صلى الله عليه وسلم من أولاد اليهود الذين أسلموا وحفظوا قصه خيبر وغيرها وكان بن إسحاق يتتبع هذا منهم من غير أن يحتج بهم وكان مالك لا يرى الرواية الا عن متقن ولما سئل بن المبارك قال إنا وجدناه صدوقا ثلاث مرات قال بن حبان ولم يكن أحد بالمدينة يقارب بن إسحاق في علمه ولا يوازيه في جمعه وهو من أحسن الناس سياقا للأخبار (الى قوله) تعقب الذهبي قول هشام حدث عن امرأتي إلى آخره فقال وقوله وهي بنت تسع غلط بين لأنها أكبر من هشام بثلاث عشرة سنة وكان أخذ بن إسحاق عنها وقد جاوزت الخمسين وقد روى عنها أيضا غير محمد بن إسحاق من الغرباء محمد بن سوقة

امام محمد بن اسحٰق کو سلیمان التیمی، یحییٰ قطان اور وہیب بن خالد نے کاذب کہا ہے رہے وہیب اور قطان تو انہوں نے اس تکذیب میں ہشام بن عروہ اور مالک کی تقلید کی ہے اور رہے سلیمان التیمی تو مجھے نہیں معلوم انہوں نے کس وجہ سے محمد بن اسحٰق پر اعتراض کیا ہے، اور ظاہر یہ ہے کہ روایت حدیث کے علاوہ اس کا کوئی اور سبب ہے، کیونکہ سلیمان جرح اور تعدیل کے اہل نہیں ہیں، امام ابن حبان نے محمد بن اسحٰق کا ثقات میں ذکر کیا ہے ہشام اور مالک نے ان پر جرح کی ہے، رہے ہشام تو ان کا قول لائق جرح نہیں ہے کیونکہ تابعین حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) کو دیکھے بغیر ان سے حدیث روایت کرتے تھے، اسی طرح محمد بن اسحٰق نے فاطمہ کو دیکھے بغیر ان سے حدیث روایت کی اور ان کے

درمیان پردہ لٹکا ہوا تھا اور رہے مالک تو انہوں نے ایک مرتبہ یہ کہا اور پھر وہ ان کی طرف پلٹ گئے۔ وہ روایت حدیث کی وجہ سے ان پر اعتراض نہیں کرتے تھے بلکہ اس کی وجہ یہ تھی کہ یہودیوں کی جو اولاد مسلمان ہو گئی تھی اور ان کو غزوۂ خیبر وغیرہ کے واقعات یاد تھے، محمد بن اسحٰق ان کو بھی تلاش کرتے تھے ہر چند کہ ان سے وہ استدلال نہیں کرتے تھے اور امام مالک کے نزدیک ان ہی سے روایت حدیث جائز تھی جو بہت ثقہ ہوں، اور جب امام ابن المبارک سے ان کے متعلق سوال کیا گیا تو انہوں نے تین مرتبہ کہا وہ بہت سچے ہیں اور امام ابن حبان نے کہا مدینہ میں محمد بن اسحٰق کے پائے کا کوئی عالم نہیں تھا اور نہ روایات کو جمع کرنے میں کوئی شخص ان کی ٹکر کا تھا (الی قولہ) امام ذہبی نے ہشام کی تکذیب کا رد کرتے ہوئے یہ کہا ہے کہ ہشام کا یہ کہنا بداہتاً غلط ہے کہ فاطمہ نو سال کی عمر میں اس کے نکاح میں آئی کیونکہ فاطمہ، ہشام سے تیرہ سال بڑی تھی، اور امام ابن اسحٰق نے فاطمہ سے اس وقت حدیث کی روایت کی ہے جب ان کی عمر پچاس سال سے زیادہ تھی اور فاطمہ سے امام محمد بن اسحٰق کے علاوہ دوسروں نے بھی حدیث روایت کی ہے، ان میں سے محمد بن سوقہ ہیں۔ (تہذیب التہذیب ج۹ص ۳۸۔۳۷)

عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ پر جرح کا جواب

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص کی حدیث کے ایک اور راوی پر جرح کرتے ہوئے وہابیوں نے لکھا ہے کہ: دوسرے راوی عمرو بن شعیب جو محمد بن اسحٰق کے استاد ہیں ان کا معاملہ بھی اپنے شاگرد سے مختلف نہیں، ابو دائود کہتے ہیں کہ عمرو بن شعیب، عن ابیہ عن

تعویذ لٹکانے کے متعلق وہابیوں کے اعتراضات اور ان کا جواب

جدہ لیس بحجۃ عمرو بن شعیب کی روایت اپنے باپ سے اور ان کی اپنے دادا سے حجت نہیں ہے اور اس روایت میں ایسا ہی ہے اور دوسری روایت میں یہ ہے کہ وہ آدھی حجت بھی نہیں ہے۔ یحییٰ بن سعید کہتے ہیں کہ عمرو بن شعیب ہمارے نزدیک واہی ہے۔ امام احمد کہتے ہیں کہ عمرو بن شعیب کی روایت حجت نہیں ہے۔ (تہذیب التہذیب ج۸ ص۵۰۔۴۹)

ابوزرعہ کہتے ہیں کہ عمرو نے اپنے باپ سے صرف چند روایتیں سنی ہیں لیکن وہ باپ اور دادا سے منسوب کرکے تمام غیر مسموع روایتیں بے تحاشا بیان کرتے ہیں۔

(میزان الاعتدال جلد۲ ص۲۸۹) ابن حجر کہتے ہیں کہ انہوں نے عن ابیہ عن جدہ کے طریقہ سے کچھ بھی نہیں سنا وہ کتاب سے نقل کرکے محض تدلیس سے کام لیتے ہیں۔ (طبقات المدلسین ص۱۱)

یہ درست ہے کہ بعض لوگوں نے عمرو بن شعیب پر جرح کی ہے لیکن ماہرین حدیث نے عمرو بن شعیب کی تعدیل کی ہے۔

اولا: حافظ جمال الدین ابن الحجاج یوسف المزی المتوفی ۷۴۲ھ لکھتے ہیں:

روى له البخاري في "القراءة خلف الإمام "، وغيره، والباقون سوى مسلم. وقَال البُخارِيُّ:رأيت أحمد بن حنبل، وعلي بن المديني، وإسحاق بن راهويه، وأبا عُبَيد، وعامة أصحابنا يحتجون بحديث عَمْرو بن شعيب، عَن أَبِيهِ، عَنْ جده، ما تركه أحد من المسلمين.قَال إسحاق بن مَنْصُور، عَنْ يحيى بْن مَعِين: يكتب حديثه. قَال عَبْد الرَّحْمَنِ بْن أَبي حاتم: سئل أبي: أيما أحب إليك عَمْرو بن شعيب عَن أبيه عن جده، أبوبهز بْن حكيم عَن

أبيه عَنْ جده؟ فقال: عَمْرو أحب إلي قَال أَحْمَد بْن عَبد اللَّهِ العجلي، والنَّسَائي: ثقة. وَقَال أيوب بن سويد الرملي عن الأَوزاعِيّ: ما رأيت قرشيا أفضل، وفي رواية: ما أدركت قرشيا قط أكمل، من عَمْرو بن شعيب.قَال الدَّارَقُطْنِيُّ: سمعت أبا بكر النقاش يقول: عَمْرو ابن شعيب ليس من التابعين، وقد روى عنه عشرون من التابعين، قال الدارقطني: فتتبعت ذلك فوجدتهم أكثر من عشرين. وكأن الدراقطني قد وافقه على أنه ليس من التابعين، وليس كذلك فإنه قد سمع من زينب بنت أبي سلمة ومن الربيع بنت معوذ بن عفراء ولهما صحبة. مات سنة ثماني عشرة ومئة.

عمرو بن شعیب بن محمد بن عبداللہ بن عمرو بن العاص القرشی، ان سے امام بخاری نے قرائت خلف الامام میں احادیث روایت کی ہیں اور امام ابو داؤد، امام ترمذی، امام نسائی اور امام ابن ماجہ نے اپنی سنن میں ان سے احادیث روایت کی ہیں۔امام بخاری نے کہا امام احمد بن حنبل، علی بن المدینی، اسحٰق بن راہویہ، ابو عبید اور ہمارے عام اصحاب کو میں نے عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ سے احادیث روایت کرتے ہوئے دیکھا ہے اور مسلمانوں میں سے کسی شخص نے بھی ان سے روایت حدیث کو ترک نہیں کیا۔امام بخاری نے فرمایا ان کے بعد اور کون رہ جاتا ہے؟ اسحٰق بن منصور نے یحیٰی بن معین سے روایت کیا کہ ان کی احادیث لکھی جاتی ہیں۔عبدالرحمٰن بن ابی حاتم کہتے ہیں کہ میرے والد سے سوال کیا گیا کہ آپ کے نزدیک کون بہتر ہے، عمرو بن شعیب، عن ابیہ، عن جدہ

یا ابو بہز بن حکیم عن ابیہ عن جدہ؟ تو انھوں نے کہا میرے نزدیک عمرو زیادہ بہتر ہیں، احمد بن عبداللہ العجلی اور امام نسائی نے کہا وہ ثقہ ہیں، امام اوزاعی نے کہا میں نے عمرو بن شعیب سے افضل اور کامل کوئی شخص نہیں دیکھا، امام دار قطنی نے کہا میں نے ابو بکر النقاش سے یہ سنا ہے کہ عمرو بن شعیب سے افضل اور کامل کوئی شخص نہیں دیکھا، امام دار قطنی نے کہا میں نے ابو بکر النقاش سے یہ سنا ہے کہ عمرو بن شعیب تابعین میں سے نہیں ہیں، اور وہ بیس تابعین سے احادیث روایت کرتے ہیں۔ امام دار قطنی نے کہا جب میں نے تحقیق کی تو ان کی تعداد بیس سے زیادہ ہے۔ (حافظ مزی کہتے ہیں کہ:) امام دار قطنی کا بھی یہ گمان ہے کہ عمرو بن شعیب تابع نہیں ہیں، لیکن یہ درست نہیں ہے کیونکہ انہوں نے زینت بنت ابی سلمہ اور الربیع بنت معوذ بن عفراء حدیث کا سماع کیا ہے اور وہ صحابیہ ہیں۔ ان کی وفات ۱۱۸ھ میں ہوئی تھی۔

(تھذیب الکمال رقم: ٤٩٦٩، ج١٤ص ٢٤٩_٢٤٤ ملحضًا و ملتنقطًا، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ١٤١٤ھ)

حافظ شہاب الدین بن احمد بن علی بن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۶ھ لکھتے ہیں:

قال بن شاهين في الثقات قال أحمد بن صالح يعني المصري عمرو سمع من أبيه عن جده وكله سماع عمرو يثبت قال يعقوب بن شيبة ما رأيت أحدا من أصحابنا ممن ينظر في الحديث وينتقي الرجال يقول في عمرو بن شعيب شيئا وحديثه عندهم صحيح وهو ثقة ثبت والأحاديث التي أنكروا من حديثه إنما هي لقوم ضعفاء رووها عنه وما روى عنه الثقات فصحيح

علي بن المديني يقول قد سمع أبوه شعيب من جده عبد الله بن عمرو وقال علي بن المديني وعمرو بن شعيب عندنا ثقة وكتابه صحيح

ابن شاہین نے کہا عمرو بن شعیب ثقات میں سے ہیں۔احمد بن صالح نے کہا عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ کی سند ثابت ہے۔یعقوبہ بن ابی شیبہ نے کہا ہمارے اصحاب میں سے کوئی شخص عمرو بن شعیب کی احادیث پر تنقید نہیں کرتا،ان کے نزدیک عمرو بن شعیب ثقہ ہیں اور ان کی احادیث ثابت ہیں،اور عمرو بن شعیب کی جن احادیث کا لوگوں نے انکار کیا ہے اس کی وجہ ان کی احادیث کی اسانید میں بعد کے ضعیف راوی ہیں اور جن ثقہ راویوں نے ان سے احادیث کو روایت کیا ہے وہ احادیث صحیح ہیں۔ علی بن مدینی نے کہا شعیب کے والد نے انکے دادا عبداللہ بن عمرو سے سماع کیا ہے اور علی بن مدینی نے کہا ہمارے نزدیک عمرو بن شعیب ثقہ ہیں اور ان کی کتاب صحیح ہے۔

(تہذیب التہذیب ج۸ص۴۵،مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت،۱۴۱۵ھ)

حافظ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ عمرو بن شعیب کے متعلق اپنی رائے میں لکھتے ہیں کہ وہ صدق ہیں یعنی بہت زیادہ سچے ہیں۔

(تقریب التہذیب ج۱ص۷۳۷،دار الکتب العلمیہ بیروت،۱۴۱۳ھ)

حافظ شمس الدین محمد بن احمد الذہبی المتوفی ۷۴۸ھ نے عمرو بن شعیب کی تعدیل کے متعلق بہت اقوال لکھے ہیں ہم ان میں سے چند نقل کر رہے ہیں۔

قال أبو حاتم: سألت يحيى بن معين عن عمرو بن شعيب، فقال: ما شأنه؟ وغضب. وقال: ما أقول فيه! قد روى عنه الائمة. وروى الترمذي، عن

البخاري –[وذلك في تاريخه]، قال: رأيت أحمد وعليا وإسحاق والحميدي يحتجون بحديث عمرو ابن شعيب، فمن الناس بعدهم!. قال أبو زرعة: عامة المناكير التي تروى عنه إنما هي عن المثنى بن الصباح،وابن لهيعة، وهو في نفسه ثقة. قال أبو حاتم بن حبان: والصواب في عمرو بن شعيب أن يحول إلى تاريخ الثقات، لان عدالته قد تقدمت.فأما المناكير في حديثه – إذا كانت في روايته عن أبيه عن جده – فحكمه حكم الثقات إذا رووا المقاطيع والمراسيل بأن يترك من حديثهم المرسل والمقطوع، ويحتج بالخبر الصحيح.قلت: قد أجبنا عن روايته عن أبيه عن جده بأنها ليست بمرسلة ولا منقطعة.أما كونها وجادة، أو بعضها سماع وبعضها وجادة، فهذا محل نظر.ولسنا نقول: إن حديثه من أعلى أقسام الصحيح، بل هو من قبيل الحسن.

ابو حاتم بیان کرتے ہیں کہ میں نے یحییٰ بن معین سے عمرو بن شعیب کے متعلق سوال کیا تو وہ بہت ناراض ہوئے اور کہا میں ان کے خلاف کچھ کہہ سکتا ہوں جن سے آئمہ نے حدیث کو روایت کیا ہے۔امام ترمذی نے امام بخاری کی تاریخ کبیر (ج ٦ ص ٣٤٢) یہ نقل کیا ہے کہ امام احمد، علی بن مدینی، اسحٰق، اور حمیدی میں نے ان سب کو عمرو بن شعیب سے احادیث روایت کرتے ہوئے دیکھا، پھر ان کے بعد کے لوگوں کی کیا حیثیت ہے۔امام ابوزرعہ نے کہا ان کی روایات میں وہ احادیث منکر ہیں جو مثنی بن الصباح اور

ابن لہیعہ سے مروی ہیں اور فی نفسہ ثقہ ہیں۔ابو حاتم بن حبان نے کہا کہ عمرو بن شعیب کے متعلق صحیح یہ ہے کہ ان کو تاریخ ثقات کی طرف راجع کیا جائے، کیونکہ ان کی عدالت (نیکی اور پرہیز گاری) کا بیان ہو چکا ہے، اور ان کی احادیث میں جو منکر روایات ہیں تو ان میں جو روایات عن ابیہ عن جدہ ہیں ان کا حکم ثقات کا ہے، جب وہ مقاطیع اور مراسیل روایات کریں تو ان کی احادیث میں سے مقطوع اور مرسل کو چھوڑ دیا جائے اور حدیث صحیح سے استدلال کیا جائے، (حافظ ذہبی فرماتے ہیں:) میں کہتا ہوں کہ عمرو بن شعیب کی اپنے باپ اور دادا سے جو روایات ہیں ان میں کوئی روایت مرسل ہے نہ منقطع، رہا یہ کہ وہ بعض احادیث کتاب سے بیان کرتے ہیں اور بعض سن کر تو یہ محل نظر ہے اور ہم یہ نہیں کہتے کہ ان کی احادیث، حدیث صحیح کی اعلیٰ اقسام میں سے ہیں بلکہ ان کی حدیث حسن کے قبیل سے ہے۔

(میزان الاعتدال ج٥ص ٣٢٣۔٣٢٠مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت، ١٤١٦ھ)

ثانیا: عمرو بن شعیب کی ثقاہت وہابی مولوی "حافظ محمد گوندلوی" نے اپنی کتاب خیر الکلام فی وجوب الفاتحہ خلف الامام " میں ثابت کی ہے وہ مذکورہ کتاب کے صفحہ 147 میں اس سماع کو ثابت کرتا ہیں "جو لوگ اس سماع کی تردید کرتے ہیں اس پہ وہابی مولوی نے ان لوگوں کا رد کیا ہے اور ثابت کیا ہے کہ عمرو بن شعیب کا اپنے دادا سے سماع ثابت ہے وہابیوں نجدیوں کو چاہیے کہ اپنے اعتراض اس راوی پہ کرنے سے پہلے اپنے گھر کی خبر لیں

عمرو بن شعیب، عن ابیہ عن جدہ کا طریق بالکل صحیح ہے

ثالثا: عمرو بن شعیب، عن ابیہ عن جدہ کا طریق بالکل صحیح ہے جمہور محدثین کی یہی تحقیق ہے، بلکہ بعض محدثین نے تو اس طریق کے دفاع میں رسالے بھی تالیف کئے ہیں۔

امام بخاری رحمہ اللہ (المتوفی 256) نے کہا: رأيت احمد بن حنبل وعلي بن المديني وإسحاق بن راهويه والحميدي وأبا عبيد، وعامة أصحابنا يحتجون بحديث عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده، ما تركه أحد من المسلمين

[تهذيب التهذيب لابن حجر:49/24 وانظر التاريخ الكبير للبخاري:343/6]۔

ابن تیمیہ (المتوفی 728) نے کہا:

وَأَمَّا أَئِمَّةُ الْإِسْلَامِ وَجُمْهُورُ الْعُلَمَاءِ فَيَحْتَجُّونَ بِحَدِيثِ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ إذَا صَحَّ النَّقْلُ إلَيْهِ [مجموع الفتاوى:8/18]۔

امام مزی رحمہ اللہ (المتوفی 742) نے کہا:

فدل ذلک على أن حديث عَمْرو بن شعيب عَن أبيه، عن جده صحيح متصل إذا صح الاسناد إليه، وأن من ادعى فيه خلاف ذلک، فدعواه مردودة

[تهذيب الكمال للمزي:536/12]۔

امام زیلعی رحمہ اللہ (المتوفی 762) نے کہا:

وَأَكْثَرُ النَّاسِ يَحْتَجُّ بِحَدِيثِ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ إذَا كَانَ الرَّاوِي عَنْهُ ثِقَةٌ

تعویذ لٹکانے کے متعلق وہابیوں کے اعتراضات اور ان کا جواب

[نصب الراية للزيلعي:58/1]۔

امام ابن الملقن رحمہ اللہ (المتوفی: 804) نے کہا:

وَلَكِن الْجُمْهُور وَالْأَكْثَرُونَ عَلَى الِاحْتِجَاج بِهِ، كَمَا قَالَه الشَّيْخ تَقِيّ الدّين بن الصّلاح فِي كَلَامه عَلَى الْمُهَذّب، وَهُوَ كَمَا قَالَ، فقد قَالَ البُخَارِيّ: رَأَيْت أَحْمد بن حَنْبَل وَعلي بن الْمَدِينِيّ وَإِسْحَاق بن رَاهَوَيْه يحتجون بِحَدِيث عَمْرو بن شُعَيْب عَن أَبِيه عَن جده. قَالَ البُخَارِيّ: مَن النَّاس بعدهمْ؟.

[البدر المنير لابن الملقن:148/2]۔

معلوم ہوا کہ جمہور محدثین کے نزدیک یہ طریق بالکل صحیح ہے۔

عمرو بن شعیب کی اس روایت سے استدلال کرنے والے علماء

رابعا: عمرو بن شعیب کی اس روایت سے حسب ذیل علماء نے استدلال کیا ہے: حافظ ابن قیم جوزی اس حدیث کو ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں: وَلَا يَخْفَى مُنَاسَبَةُ هَذِهِ الْعُوذَةِ لِعِلَاجِ هَذَا الدَّاءِ. اس بیماری (خواب میں ڈرنے) کے لیے اس تعویذ کے علاج کی مناسبت خفی نہیں ہے۔

(زاد المعاد ج٤ ص ١٦٨-١٦٧، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ١٤١٩ھ)

امام فخر الدین رازی متوفی ٦٠٦ھ نے بھی اس حدیث سے استدلال کیا ہے

(تفسیر کبیر ج١ ص ٧٨، بیروت، ج١ ص ٧٥، مصر)

حافظ ذہبی متوفی ٧٤٨ھ نے بھی اس حدیث سے تعویذ لٹکانے پر استدلال کیا ہے۔

(الطب النبوی ص ٢٨١، مطبوعہ بیروت، ١٤٠٦ھ)

تعویذ لٹکانے کے متعلق وہابیوں کے اعتراضات اور ان کا جواب

حافظ ابن کثیر متوفی ۷۷۴ھ، علامہ آلوسی متوفی ۱۲۷۰ھ، شوکانی متوفی ۱۲۵۰ھ اور نواب بھوپالی متوفی ۱۳۰۷ھ نے بھی اس حدیث سے شیطان سے پناہ مانگنے پر استدلال کیا ہے۔

(تفسیر ابن کثیر ج۳ص ۲۸۲، مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۴۱۹ھ، فتح القدیر ج۳ص ۶۷۷۔۶۷۶، مطبوعہ دار الوفا بیروت، ۱۴۱۸ھ، فتح البیان ج۹ص ۱۴۸، مالمکتبہ العصریہ بیروت، ۱۴۱۵ھ)

ان کے علاوہ اور بھی مفسرین نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے جن کو ہم نے اختصار کی وجہ سے ترک کر دیا۔ محدثین میں سے ملا علی قاری متوفی ۱۰۱۴ھ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں: جن تعویذات میں اللہ تعالیٰ کے اسماء ہوں ان کو لٹکانے کے لیے یہ حدیث اصل ہے۔ (مرقات: ج۵ص ۲۳۶، مطبوعہ مکتبہ امدایہ ملتان، ۱۳۹۰)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی متوفی ۱۰۵۲ھ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں: حدیث میں مذکور کلمات کو ایک کاغذ پر لکھ کر گردن میں لٹکا لیا جائے اس حدیث سے گردن میں تعویذات لٹکانے کا جواز معلوم ہوتا ہے۔ اس باب میں علماء کا اختلاف ہے، مختار یہ ہے کہ سیپیوں اور اس کی مثل چیزوں کا لٹکانا حرام یا مکروہ ہے، لیکن اگر تعویذات میں قرآن مجید یا اللہ تعالیٰ کے اسماء لکھے جائیں تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(اشعتہ اللمعات ج۲ص ۲۹۰، مطبوعہ مطبع تیج کمار لکھنؤ)

عبدالرحمٰن مبارک پوری متوفی ۱۳۵۲ھ اس حدیث کی شرح میں لکھتا ہے: شیخ عبدالحق دہلوی نے لمعات میں لکھا ہے کہ اس حدیث میں بچوں کے گلوں میں تعویذات لٹکانے کی دلیل ہے، لیکن رسوم جاہلیت کے مطابق حرز اور کوڑیوں کو لٹکانا بالاتفاق حرام ہے۔

(تحفۃ الاحوذی ج۴ص ۴۷۵، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت، ۱۴۱۹ھ)

ان تمام دلائل سے واضح ہو گیا کہ از محمد بن اسحٰق از عمرو بن شعیب از والد از جد یہ روایت صحیح یا حسن ہے اور اس سے اہل علم نے استدلال کیا ہے تاہم اس سند سے اس روایت کو

خامسا: پھر بھی اگر وہابی نہیں تسلیم کرتے تو ہم اس روایت کو ایک اور سند سے پیش کر رہے ہیں، جس میں امام محمد بن اسحٰق نہیں ہیں۔ امام ابو عبداللہ محمد بن اسمٰعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ روایت کرتے ہیں:

قَالَ أَحْمَدُ بْنُ خَالِدٍ: ثنا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، قَالَ: كَانَ الْوَلِيدُ بْنُ الْوَلِيدِ رَجُلًا يَفْزَعُ فِي مَنَامِهِ، وَذَكَرَ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " إِذَا اضْطَجَعْتَ لِلنَّوْمِ فَقُلْ: بِسْمِ اللَّهِ أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللَّهِ التَّامَّةِ مِنْ غَضَبِهِ وَعِقَابِهِ، وَمِنْ شَرِّ عِبَادِهِ وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِينَ، وَأَنْ يَحْضُرُونَ " فَقَالَهَا فَذَهَبَ ذَلِكَ عَنْهُ وَكَانَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: «مَنْ بَلَغَ مِنْ بَنِيهِ عَلَّمَهُ إِيَّاهُنَّ، وَمَنْ كَانَ مِنْهُمْ صَغِيرًا لَا يَعِيهَا كَتَبَهَا وَعَلَّقَهَا فِي عُنُقِهِ»

ترجمہ "احمد بن خالد از محمد بن اسمٰعیل از عمرو بن شعیب از والد از جد خود وہ کہتے ہیں کہ ولید بن ولید ایسے شخص تھے جو خواب میں ڈر جاتے تھے، تو ان سے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: جب تم سونے لگو تو یہ پڑھو بِسْمِ اللَّهِ أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللَّهِ التَّامَّةِ مِنْ غَضَبِهِ وَعِقَابِهِ، وَمِنْ شَرِّ عِبَادِهِ وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِينَ، وَأَنْ يَحْضُرُونَ"۔ جب انہوں نے یہ کلمات پڑھے تو ان کا ڈر جاتا رہا، اور حضرت عبداللہ بن عمرو (رضی اللہ عنہ)

تعویذ لٹکانے کے متعلق وہابیوں کے اعتراضات اور ان کا جواب

اپنے بالغ بچوں کو یہ کلمات سکھاتے تھے اور نا بالغ بچوں کے گلوں میں یہ تعویذ لکھ کر لٹکا دیتے تھے۔

(خلق افعال العباد ص ۸۹، مطبوعہ مؤسۃ الرسالۃ، بیروت ۱۴۱۱ھ)

سادسا: اس روایت کا شاہد بھی موجود ہے

حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ: أَنَّ الْوَلِيدَ بْنَ الْوَلِيدِ بْنِ الْمُغِيرَةِ الْمَخْزُومِيَّ، شَكَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيثَ نَفْسٍ وَجَدَهُ، وَأَنَّهُ قَالَ لَهُ: "إِذَا أَتَيْتَ إِلَى فِرَاشِكَ فَقُلْ: أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللَّهِ التَّامَّةِ مِنْ غَضَبِهِ وَعِقَابِهِ وَشَرِّ عِبَادِهِ وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِينِ، وَأَنْ يَحْضُرُونِ فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا يَضُرُّكَ شَيْءٌ حَتَّى تُصْبِحَ"

(مصنف ابن ابی شیبہ)

اعتراض 5: کسی صحابی، کسی تابعی نے تمیمہ کو جائز قرار نہیں دیا، یہ جو کہا جاتا ہے کہ بعض صحابہ بھی ان تعویزوں کو جائز سمجھتے تھے جن میں قرآن یا اسماء اللہ تعالیٰ یا اللہ کی صفات لکھی ہوئی ہوتی تھیں صحیح نہیں ہے۔ (الی قولہ) وکیع، سعید بن جبیر سے روایت کرتے ہیں کہ جس شخص نے کسی انسان کی گردن سے تمیمہ کاٹ دیا اس کو ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب ملے گا؟

تعویذ لٹکانے کے متعلق وہابیوں کے اعتراضات اور ان کا جواب

الجواب: سعید بن جبیر کے اس قول میں تمیمہ سے مراد رسم جاہلیت کے مطابق کوڑیاں ہیں یا وہ تعویذات جن میں قرآن مجید اور اسماء الٰہیہ کے علاوہ کچھ لکھا ہو یا غیر عربی میں لکھا ہو۔

تعویذ لٹکانے کے جواز کے متعلق فقہاء تابعین کے فتاوی

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ خَالِدٍ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ أَبِي عِصْمَةَ، قَالَ: سَأَلْتُ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيِّبِ عَنِ التَّعْوِيذِ، فَقَالَ: «لَا بَأْسَ إِذَا كَانَ فِي أَدِيمٍ»

ابو عصمۃ کہتے ہیں کہ میں نے سعید بن مسیب سے تعویذ کے متعلق پوچھا انہوں نے کہا جب اس کو گردن میں لٹکالیا جائے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ رقم الحدیث: ٢٣٥٣٣)

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ، عَنْ عَطَاءٍ، فِي الْحَائِضِ يَكُونُ عَلَيْهَا التَّعْوِيذُ، قَالَ: «إِنْ كَانَ فِي أَدِيمٍ فَلْتَنْزِعْهُ، وَإِنْ كَانَ فِي قَصَبَةِ فِضَّةٍ فَإِنْ شَاءَتْ وَضَعَتْهُ وَإِنْ شَاءَتْ لَمْ تَضَعْهُ»

عطا سے اس حائض عورت کے متعلق سوال کیا گیا جس پر تعویذ ہو، انہوں نے کہا اگر وہ چمڑے میں ہو تو وہ اس کو اتار لے اور اگر وہ چاندی کی نلکی (یا ڈبیا) میں ہو تو اگر چاہے تو وہ اس کو رکھ دے اور چاہے تو نہ رکھے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ رقم الحدیث: ٢٣٥٣٤)

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، عَنْ أَبَانَ بْنِ ثَعْلَبٍ، عَنْ يُونُسَ بْنِ

خَبَّابٍ، قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا جَعْفَرٍ عَنِ التَّعْوِيذِ يُعَلَّقُ عَلَى الصِّبْيَانِ، «فَرَخَّصَ فِيهِ»

یونس بن خباب بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابو جعفر سے بچوں کے گلوں میں تعویذ لٹکائے کے متعلق سوال کیا تو انھوں نے اسے جائز رکھا۔

(مصنف ابن ابی شیبہ رقم الحدیث:۲۳۵۳۳)

احقر: عبد المذنب ابوتُراب سید کامران قادری عفی عنہ